رنگِ سخن

پروفیسر محمد اکرام تائبؔ

بل ہے بجلی کا بہت کچھ تو بچایا جائے
''شام کے بعد بھی سورج نہ بجھایا جائے''
جھوٹ کو جھوٹ ہی کہتا ہوں بھری محفل میں
''میں ہوں سقراط مجھے زہر پلایا جائے''
بعد میں جا کے مریں لوگ خلا میں لیکن
''پہلے جینے کا سلیقہ تو سکھایا جائے''
مفت میں آپ کا ''اے سی'' بھی تو چل سکتا ہے
واپڈا والوں کو گر یار بنایا جائے
مل ہی سکتی ہے کسی شیلف سے فائل تیری
ہاتھ میں اُن کے اگر نوٹ تھمایا جائے
گیس اور تیل تو ہیں اپنی سکت سے باہر
خونِ دل اب تو مری جان جلایا جائے
صاف پانی ہی جو مل جائے غنیمت سمجھو
دودھ مانگیں نہ یہ بچوں کو بتایا جائے
چاند سے بڑھ کے سبھی چہرے ہیں روشن ، لیکن
دل جو میلا ہے اسے بھی تو سجایا جائے
زندگی تم کو جو پیاری ہے اگر اے تائبؔ
''زخم کو زخم نہیں ، پھول بتایا جائے''